ازعدالت عظمیٰ

ورسا سنگھ

11 مارچ

1958

بنام

ریاست پنجاب

(جعفر امام، گجیند رگڈکر اور ویوین بوس جسٹس صاحبان)

فوجداری سماعت۔قتل انسان مستلزم سزا جو کہ قتل کے مترادف ہے_ استغاثہ سے ثابت۔موجودگی اور چوٹ کی نوعیت۔اس خاص چوٹ کا سبب بننے کا ارادہ، جو حادثاتی یا غیر ارادی نہیں تھا اور فطرت کے عام عمل میں موت کا سبب بننے کے لیے کافی تھا۔مجموعہ تعزرات بھارت (ایکٹ XLV بابت 1860)، دفعہ 300

ملزم نے متوفی کے پیٹ میں نیزہ گھونپا۔ یہ چوٹ اس کی موت کا سبب بنی۔ڈاکٹر کی رائے میں یہ چوٹ عام نوعیت میں موت کا سبب بننے کے لیے کافی تھی۔سیشن جج نے پایا کہ ملزم کا ارادہ صرف شدید چوٹ پہنچانا تھا۔تاہم ان کی رائے میں مجموعہ تعزیرات بھارت کی تیسری شق 300 کا اطلاق ہوا۔اس نے اس طرح مجرم کو مجموعہ تعزیرات بھارت کی دفعہ 302 کے تحت سزا سنائی۔عدالت عالیہ نے سزا کو برقرار رکھا۔یہ دلیل دی گئی کہ مجموعہ تعزیرات بھارت کی دفعہ 300 کا اطلاق نہیں ہوتا ہے کیونکہ یہ ثابت نہیں ہوا تھا کہ ملزم کا ارادہ جسمانی چوٹ پہنچانا تھا جو فطری طور موت کا سبب بننے کے لیے کافی تھا۔مجموعہ تعزیرات بھارت کی دفعہ 300 میں کہا گیا ہے، "اگر یہ کسی شخص کو جسمانی چوٹ پہنچانے کے ارادے سے کیا گیا ہے اور جس جسمانی چوٹ کا ارادہ کیا گیا ہے وہ عام نوعیت میں موت کا سبب بننے کے لیے کافی ہے":

یہ کہا گیا، کہ استغاثہ کو مقدمہ کو ثابت کرنا ہوگا اس سے پہلے کہ وہ مقدمہ کو مجموعہ تعزیرات بھارت دفعہ 300 کی تیسری شق کے تحت لائے۔

(1) اسے کافی معروضی طور پر یہ ثابت کرنا چاہیے کہ جسمانی چوٹ موجود ہے۔

(2) چوٹ کی نوعیت کو ثابت کیا جانا چاہیے؛ یہ خالصتا معروضی تحقیقات ہیں۔

(3) یہ ثابت کرنا ضروری ہے کہ اس مخصوص چوٹ کو پہنچانے کا ارادہ تھا، یعنی یہ کہ یہ حادثاتی یا غیر ارادی نہیں تھا، یا یہ کہ کسی اور قسم کی چوٹ کا ارادہ تھا۔

(4) یہ ثابت کرنا ضروری ہے کہ اوپر بیان کردہ تین عناصر پر مشتمل جس قسم کی چوٹ بیان کی گئی ہے وہ فطرت کے عام عمل میں موت کا سبب بننے کے لیے کافی تھی۔ تفتیش کا یہ حصہ خالصتا معروضی اور استباطی ہے اور اس کا مجرم کے ارادے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

مجموعہ تعزیرات بھارت کی دفعہ 300 کی تیسری شق دو حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلے حصے کے تحت یہ ثابت کرنا ضروری ہے کہ جو چوٹ موجود پائی جاتی ہے اسے پہنچانے کا ارادہ تھا اور دوسرے حصے کے تحت یہ ثابت کرنا ضروری ہے کہ چوٹ فطرت کے عام عمل میں موت کا سبب بننے کے لیے کافی تھی۔ الفاظ "اور جسمانی چوٹ کا ارادہ کیا گیا ہے" محض وضاحتی ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ ثابت کرنا کافی نہیں ہے کہ جو چوٹ موجود پائی گئی ہے وہ فطرت کے عام عمل میں موت کا سبب بننے کے لیے کافی ہے۔ اس کے علاوہ یہ بھی دکھایا جانا چاہیے کہ جو چوٹ موجود پائی گئی ہے وہ چوٹ تھی جس کا ارادہ کیا گیا تھا۔ فطرت کے عام عمل میں موت کا سبب بننے کے لیے یہ کافی تھا یا نہیں، یہ چوٹ کی نوعیت کے بارے میں ثابت شدہ حقائق سے کمی یا انداز کا معاملہ ہے اور اس کا ارادے کے سوال سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

فوجداری اپیلیٹ دائرہ اختیار: مجرمانہ اپیل نمبر 90 بابت 1957-

فیروز پور میں سیشن جج کی عدالت 26 جون 1956 کے سیشن کیس نمبر 8 بابت 1956 کے فیصلے اور حکم سے پیدا ہونے والی 1956 کی فوجداری اپیل نمبر 326 میں پنجاب عدالت عالیہ کے 21 نومبر 1956 کے فیصلے اور حکم سے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل۔

اپیل کنندہ کے لیے: جے گوپال سیٹھی اور آر ایل کوہلی۔

مدعا علیہ کی طرف سے۔ این ایس بندرا اور ٹی ایم سین،

11 مارچ,1958.۔عدالت کا فیصلہ جسٹس بوس سُنایا

جسٹس بوس :اپیل کنندہ ورسا سنگھ جسے، کھیم سنگھ کے قتل کے لیے مجموعہ تعزیرات بھارت کی دفعہ 302 کے تحت عمر قید کی سزا سنائی گئی ہے۔اس عدالت کی طرف سے اپیل کرنے کے لیے خصوصی اجازت دی گئی تھی لیکن اجازت اس سوال تک محدود ہے کہ

''پنجاب عدالت عالیہ کے ذریعے قبول کیے گئے نتیجے پر درخواست گزار کی طرف سے کیا جرم کیا گیا ہے۔

"اپیل کنندہ پر پانچ دیگر افراد کے ساتھ مجموعہ تعزیرات بھارت ذیلی دفعہ کے تحت 302 / 149, 324 / 149 اور 323 / 149 مقدمہ چلایا گیا۔اس پر انفرادی طور پر دفعہ 302 کے تحت بھی الزام عائد کیا گیا تھا۔

دیگر کو پہلی عدالت نے قتل کے الزام سے بری کر دیا تھا لیکن انہیں مجموعہ تعزیرات بھارت کی ذیلی دفعہ 324,326 اور 323 اور 149 کے ساتھ پڑھے کے تحت مجرم قرار دیا گیا تھا،عدالت عالیہ میں اپیل پر ان سب کو بری کر دیا گیا۔

اپیل کنندہ کو اول عدالت نے دفعہ 302 اور اس کا جُرم اور سزا کے تحت مجرم قرار دیا تھا۔جسے عدالت عالیہ نے برقرار رکھا۔

کھیم سنگھ کو صرف ایک چوٹ لگی تھی اور دونوں عدالت عالیان اس بات پر متفق ہیں کہ اپیل کنندہ نے یہ کیا ،یہ نیزہ کے گھونسنے کے نتیجے میں ہوا تھا اور کھیم سنگھ کا معائنہ کرنے والے ڈاکٹر نے، جب وہ زندہ تھے، کہا کہ

یہ پیٹ کے بائیں طرف کی سمت میں ایک خطے کے نچلے حصے میں انگوینل نہر کے بالکل اوپر، ایک" پنکچر زخم 2x" تھا۔

انہوں نے یہ بھی کہا کہ

"زخم سے آنتوں کے تین کنڈلی نکل رہے تھے"۔

یہ واقعہ 13 جولائی 1955 کو تقریبا 8 بجے پیش آیا۔اگلے دن شام 5 بجے کے قریب کھیم سنگھ کا انتقال ہو گیا۔

پوسٹ مارٹم کرنے والے ڈاکٹر نے چوٹ کو اس طرح بیان کیا۔

" پیٹ کے بائیں طرف کے نچلے حصے پر، بائیں انگوینل لگامینٹ کے اوپر 12 انچ کا ایک ترچھا کٹا ہوا زخم۔ چوٹ پیٹ کی دیوار کے سوراخ کی موٹائی کے بذریعے تھی۔ پیریٹونائٹس موجود تھااور اس گہا میں ہضم شدہ کھانا تھا۔ پس کے ٹکڑے چھوٹی آنتوں کے گرد چپکے ہوئے تھے اور مختلف جگہوں پر چھ زخم لگے تھے، اور ہضم شدہ کھانا تین زموں سے باہر نکل رہا تھا۔"

ڈاکٹر نے کہا کہ چوٹ عام نوعیت میں موت کا سبب بننے کے لیے کافی تھی۔

فاضل سیشن جج نے پایا کہ اپیلنٹ کی عمر 21 یا 22 سال تھی اور کہا۔"

جب اسمبلی کا مشترکہ مقصد صرف شدید تکلیف پہنچانا معلوم ہوتا ہے، تو مجھے نہیں لگتا کہ ورسا سنگھ کا اصل ارادہ کھیم سنگھ کی موت کا سبب بننے کا تھا، لیکن ایک تیز اور احمقانہ فعل سے اس نے ایک زبردست چوٹ لگائی، جس کی وجہ سے اس کی موت واقع ہوئی۔ ورم صفاق بھی واقع ہو گیا اور اس نے کھیم سنگھ کی موت میں تیزی لائی۔ لیکن اس کے لیے شاید کھیم سنگھ کا انتقال نہیں ہوا ہوگا یا وہ تھوڑی دیر زندہ رہے ہوں گے۔"

ان حقائق کی بنیاد پر، انہوں نے کہا کہ معاملہ مجموعہ تعزیرات بھارت کی دفعہ 300 زیر اثر ہے۔ اور اس لیے اس سے مجموعہ تعزیرات بھارت کی دفعہ 302 کے تحت مجرم قرار دیا"

فاضل عدالت عالیہ ججوں نے یہ مانا کہ "سارا کچھ اچانک اور مختصر ملاقات میں ہوا" لیکن انہوں نے اس نتیجے کو قبول کیا کہ اپیل کنندہ نے کھیم سنگھ کو چوٹ پہنچائی اور طبی گواہی کو قبول کیا کہ یہ حملہ مہلک تھا۔

بہت ہیر پھیر کے ساتھ استدلال کیا گیا کہ اوپر بیان کردہ حقائق قتل کے جرم کو ظاہر نہیں کرتے ہیں کیونکہ استغاثہ نے یہ ثابت نہیں کیا ہے کہ جسمانی چوٹ پہنچانے کا کوئی ارادہ تھا جو فطرت کے عام عمل میں موت کا سبب بننے کے لیے کافی تھا۔ دفعہ 300، تیسری کا حوالہ دیا گیا تھا:

" اگر یہ کسی شخص کو جسمانی چوٹ پہنچانے کے ارادے سے کیا جاتا ہے اور جس جسمانی چوٹ کا ارادہ کیا گیا ہے وہ عام نوعیت میں موت کا سبب بننے کے لیے کافی ہے۔" یہ کہا گیا تھا کہ اس سیکشن میں جس ارادے کی ضرورت ہوتی ہے اس کا تعلق نہ صرف جسمانی چوٹ سے ہونا چاہیے، بلکہ شق سے بھی ہونا چاہیے، اور جس جسمانی چوٹ کا ارادہ کیا گیا ہے وہ عام نوعیت میں موت کا سبب بننے کے لیے کافی ہے۔

" اس طرح کے معاملے میں یہ ایک پسندیدہ دلیل ہے لیکن غلط ہے۔ اگر کوئی ایسی چوٹ پہنچانے کا ارادہ ہے جو فطرت کے عام عمل میں موت کا سبب بننے کے لیے کافی ہو، تو ارادہ قتل کرنے کا ہے اور اس صورت میں،

" تیسرا" غیر ضروری ہوگا کیونکہ یہ عمل دفعہ کے پہلے حصے کے تحت آتا ہے، یعنی۔
" اگر وہ عمل جس سے موت واقع ہوئی ہے موت کا سبب بننے کے ارادے سے کیا گیا ہے۔" ہماری رائے میں، دونوں شقیں متضاد اور الگ الگ ہیں۔ پہلا مجرم کے لیے تابع ہے:" اگر یہ کسی شخص کو جسمانی چوٹ پہنچانے کے ارادے سے کیا جاتا ہے۔

" یقینا، سب سے پہلے یہ معلوم ہونا چاہیے کہ جسمانی چوٹ لگی تھی اور چوٹ کی نوعیت کا تعین کیا جانا چاہیے، یعنی، چوٹ ٹانگ پر ہے یا بازو پر یا پیٹ پر، یہ کتنی گہرائی میں گھس گئی، چاہے کوئی اہم اعضاء کاٹے گئے تھے وغیرہ۔ یہ خالصتا معروضی حقائق ہیں اور قیاس آرائی یا کٹوتی کے لیے کوئی گنجائش نہیں چھوڑتے: اس حد تک تفتیش معروضی ہے؛ لیکن جب ارادے کے سوال کی بات آتی ہے، تو یہ مجرم کے لیے تابع ہے اور یہ ثابت ہونا چاہیے کہ اس کا ارادہ جسمانی چوٹ کا سبب بننے کا تھا جو موجود پایا جاتا ہے۔

ایک بار جب یہ پتہ چل جاتا ہے، تو تحقیقات اگلی شق پر منتقل ہو جاتی ہے۔

" اور جس جسمانی چوٹ کا ارادہ کیا گیا ہے وہ فطرت کے عام عمل میں موت کا سبب بننے کے لیے کافی ہے۔
" اس کا پہلا حصہ سیکشن کے ابتدائی حصے کی وضاحت کرتا ہے، یعنی اسے پہنچانے کے ارادے سے جسمانی چوٹ پہنچانا، یعنی، اگر حالات اس نتیجے کا جواز پیش کرتے ہیں کہ کسی شخص کا ارادہ صرف ٹانگ کے نچلے حصے پر چوٹ لگانے کے لیے تھا، یا کچھ کم چوٹ، اور یہ دکھایا جا سکتا ہے کہ چوٹ حادثاتی طور پر دل کے علاقے میں لگا، پھر، اگر چہ دل کو چوٹ موجود دکھائی دیتی ہے، اس علاقے میں چوٹ پہنچانے کا ارادہ، یا اس نوعیت کا، ثابت نہیں ہوتا ہے۔ اس صورت میں شق کا پہلا حصہ عمل میں نہیں آتا ہے۔ لیکن ایک بار جب یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ جو چوٹ موجود پائی جاتی ہے اسے پہنچانے کا ارادہ تھا، تو اس شق کے پہلے حصے کی ہم اب جانچ کر رہے ہیں۔" اور جس جسمانی چوٹ کو پہنچانے کا ارادہ کیا گیا ہے" محض وضاحتی ہے۔

اس کا مطلب صرف اتنا ہے کہ یہ ثابت کرنا کافی نہیں ہے کہ جو چوٹ موجود پائی گئی ہے وہ عام نوعیت میں موت کا سبب بننے کے لیے کافی ہے۔ اس کے علاوہ یہ بھی ظاہر کرنا ضروری ہے کہ چوٹ اس قسم کی ہے جو سابقہ شق کے تحت آتی ہے، یعنی، جو چوٹ موجود پائی گئی وہ وہ چوٹ تھی جس کا ارادہ کیا گیا تھا۔ فطرت کے عام عمل میں موت کا سبب بننے کے لیے یہ کافی تھا یا نہیں، یہ چوٹ کی نوعیت کے بارے میں ثابت شدہ حقائق سے کمی یا اندازہ کا معاملہ ہے اور اس کا ارادے کے سوال سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس بات پر غور کرتے ہوئے کہ آیا اس کا ارادہ اس چوٹ کو

پہنچانا تھا جسے لگایا گیا ہے، انکوائری لازمی طور پر وسیع خطوط پر آگے بڑھتی ہے، مثال کے طور پر، آیا کسی اہم، یا خطرناک جگہ پر مارنے کا ارادہ تھا، اور کیا اس طرح کی چوٹ کا سبب بننے کے لیے کافی طاقت کے ساتھ۔ یقیناً ہر آخری تفصیل کے بارے میں پوچھ گچھ کرنا ضروری نہیں ہے، مثال کے طور پر، کیا قیدی کا ارادہ تھا کہ آنتوں کو باہر نکالا جائے، یا اس کا ارادہ جگر یا گردے یا دل میں گھسنا تھا۔ بصورت دیگر، ایک آدمی جسے اناٹومی کا کوئی علم نہیں ہے اسے کبھی بھی سزا نہیں دی جا سکتی، کیونکہ، اگر وہ نہیں جانتا کہ دل یا گردے یا آنتیں ہیں، تو یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس کا ارادہ انہیں زخمی کرنے کا تھا۔ یقیناً یہ اس قسم کی تحقیقات نہیں ہے۔ یہ وسیع ال بنیاد اور سادہ ہے اور عام فہم پر مبنی ہے: اس قسم کی تفتیش جس کی "ایمانداروں کی فیصلہ ساز کمیٹی" آسانی سے قدر اور سمجھ سکتے تھے۔

مختصر طور پر، استغاثہ کو مقدمے کو ثابت کرنے سے پہلے درج ذیل حقائق دفعہ 300 تیسری کے تحت ثابت کرنا ہوگا۔

سب سے پہلے، اسے کافی معروضی طور پر یہ ثابت کرنا چاہیے کہ جسمانی چوٹ موجود ہے؛

دوسرا، چوٹ کی نوعیت کو ثابت کیا جانا چاہیے؛ یہ خالصتاً معروضی تحقیقات ہیں۔

تیسرا، یہ ثابت کرنا ضروری ہے کہ اس مخصوص جسمانی چوٹ کو پہنچانے کا ارادہ تھا، یعنی یہ کہ یہ حادثاتی یا غیر ارادی نہیں تھا، یا یہ کہ کسی اور قسم کی چوٹ کا ارادہ تھا۔

ایک بار جب یہ تینوں عناصر موجود ثابت ہو جاتے ہیں، تو تفتیش مزید آگے بڑھتی ہے اور

چوتھا، یہ ثابت کرنا ضروری ہے کہ اوپر بیان کردہ تین عناصر پر مشتمل جس قسم کی چوٹ بیان کی گئی ہے وہ فطرت کے عام عمل میں موت کا سبب بننے کے لیے کافی ہے۔ تفتیش کا یہ حصہ خالصتاً معروضی اور تخیلاتی ہے اور اس کا مجرم کے ارادے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

ایک بار جب یہ چار عناصر استغاثہ کے ذریعہ قائم ہو جاتے ہیں (اور، یقیناً، بوجھ استغاثہ پر ہوتا ہے) تو جرم دفعہ 300 کے تحت قتل ہوتا ہے تیسرا۔

اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ موت کا سبب بننے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ اس قسم کی چوٹ پہنچانے کا بھی کوئی ارادہ نہیں تھا جو فطرت کے عام عمل میں موت کا سبب بننے کے لیے کافی ہو (یہ نہیں کہ دونوں کے درمیان کوئی حقیقی فرق ہے)۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ اس بات کا کوئی علم نہیں ہے کہ اس قسم کا عمل

موت کا سبب بن سکتا ہے۔ایک بار جب جسمانی چوٹ کا سبب بننے کا ارادہ ثابت ہو جاتا ہے، تو باقی انکوائری خالصتا معروضی ہوتی ہے اور واحد سوال یہ ہوتا ہے کہ کیا خالصتا معروضی اندازے کے طور پر، چوٹ فطرت کے عام عمل میں موت کا سبب بننے کے لیے کافی ہے۔ کسی کے پاس بھاگ دوڑ کر ایسی چوٹیں ڈالنے کا لائسنس نہیں ہے جو عام نوعیت میں موت کا سبب بننے کے لیے کافی ہوں اور یہ دعوی کریں کہ وہ قتل کے مجرم نہیں ہیں۔اگر وہ اس قسم کی چوٹیں پہنچاتے ہیں، تو انہیں نتائج کا سامنا کرنا پڑتا ہے؛ اور وہ صرف اس صورت میں بچ سکتے ہیں جب یہ دکھایا جا سکے، یا معقول طور پر اندازہ لگایا جا سکے کہ چوٹ حادثاتی یا بصورت دیگر غیر ارادی تھی۔

ہمے آر۔وی۔سٹین میں لاڈ گوڈاڈ کے فیصلہ کا حوالہ دیا گیا ہے جہاں فاضل چیف جسٹس کا کہنا ہے کہ جہاں کوئی خاص ارادہ رکھنا اور الزام لگانا ضروری ہے، اس خاص ارادے کو ثابت کرنا ضروری ہے۔ یقینا یہ ضروری ہے، اور یقینا اسے استغاثہ کے ذریعے ثابت کیا جانا چاہیے۔یہاں واحد سوال یہ ہے کہ ارادے کی حد اور نوعیت کیا ہے۔جو دفعہ 300 تیسرے کو ضرورت ہے، اور اسے کیسے ثابت کیا جائے؟

اپیل کنندہ کے قابل وکیل نے اس کے بعد ایک اقتباس پر انحصار کیا جہاں قابل چیف جسٹس کا کہنا ہے کہ:

" اگر، شواہد کی مجموعی حیثیت پر، قیدی کے ارادے کے بارے میں ایک سے زیادہ نظریات کی گنجائش ہے، تو جیوری کو ہدایت دی جانی چاہیے کہ جیوری کی اطمینان کے لیے ارادے کو ثابت کرنا استغاثہ کا کام ہے، اور اگر، پورے شواہد کا جائزہ لینے پر، وہ یا تو یہ سمجھتے ہیں کہ ارادے کا وجود نہیں تھا یا انہیں ارادے کے بارے میں شک میں چھوڑ دیا گیا ہے، تو قیدی بری ہونے کا حقدار ہے۔

" ہم اس بات سے اتفاق کرتے ہیں کہ بھارت میں بھی یہی قانون ہے۔لیکن ایسا ہی ہے۔ ہم اسی بہترین فیصلے سے پہلے چند جملے بیان کرتے ہیں:

" اس میں کوئی شک نہیں، اگر استغاثہ کسی عمل کو ثابت کرتا ہے جس کے قدرتی نتائج ایک خاص نتیجہ ہوں گے اور کوئی ثبوت یا وضاحت نہیں دی جائے گی، پھر جیوری، مناسب ہدایت پر، یہ معلوم کر سکتی ہے کہ قیدی مبینہ ارادے سے کام کرنے کا مجرم ہے۔" یہاں بالکل یہی پوزیشن ہے۔اس بارے میں کوئی ثبوت یا وضاحت نہیں دی گئی ہے کہ اپیل کنندہ نے ایک نیزہ متوفی کے پیٹ میں اتنی زور سے کیوں پھینکا کہ وہ آنتوں میں گھس گیا اور آنتوں کے تین کنڈلی زخم سے نکل آئے اور یہ کہ ہضم شدہ کھانا تین جگہوں پر زخموں سے نکل گیا۔شواہد، یا معقول وضاحت کی عدم

موجودگی میں، کہ قیدی کا پیٹ میں اتنی طاقت سے چھرا گھونپنے کا ارادہ نہیں تھا جو جسم میں اتنی دور تک گھس سکے، یا اس بات کی نشاندہی کرنے کے لیے کہ اس کا عمل ایک افسوسناک حادثہ تھا اور اس کا ارادہ دوسری صورت میں تھا، یہ نتیجہ اخذ کرنا بدنیتی پر مبنی ہوگا کہ اس کا ارادہ وہ چوٹ پہنچانے کا نہیں تھا جو اس نے کیا تھا۔ ایک بار جب یہ ارادہ قائم ہو جاتا ہے (اور اس معاملے میں کوئی دوسرا نتیجہ معقول طور پر ممکن نہیں ہے اور کسی بھی صورت میں یہ حقیقت کا سوال ہے)، باقی طبی اور زخم کی نوعیت اور سنگینی کے بارے میں دیگر شواہد سے معروضی تعین کا معاملہ ہے۔ اپیل کنندہ کے قابل وکیل نے ہمیں شہنشاہ بمقابلہ سردار خان جاردخان) کا حوالا دیا جہاں جسٹس بیمن کہتے ہیں کہ۔

" جہاں موت ایک ہی دھچکے کی وجہ سے ہوتی ہے، وہاں ہمیشہ یہ یقینی بنانا بہت مشکل ہوتا ہے کہ مجرم کس حد تک جسمانی چوٹ کا ارادہ رکھتا ہے۔" فاضل جج کے مناسب احترام کے ساتھ اس نے مطلوبہ ارادے کو چوٹ کی سنگینی سے جوڑا ہے، اور جیسا کہ ہم نے دکھایا ہے، وہ سیکشن کو درکار نہیں ہے۔ دونوں معاملات بالکل الگ اور مختلف ہیں، حالانکہ ان کے بارے میں ثبوت بعض اوقات ایک دوسرے سے متصادم ہو سکتے ہیں۔ سوال یہ نہیں ہے کہ آیا قیدی کا ارادہ سنگین چوٹ پہنچانے کا تھا یا معمولی چوٹ، بلکہ یہ ہے کہ آیا اس کا ارادہ وہ چوٹ پہنچانے کا تھا جو ثابت ہو چکا ہے۔ اگر وہ یہ ظاہر کر سکتا ہے کہ اس نے ایسا نہیں کیا، یا اگر حالات کی مجموعی طور پر اس طرح کے نتیجے کا جواز پیش کرتا ہے، تو، یقینا، اس سیکشن کا مطلوبہ ارادہ ثابت نہیں ہوتا ہے۔ لیکن اگر چوٹ اور اس حقیقت کے علاوہ کچھ نہیں ہے کہ اپیل کنندہ نے اسے پہنچایا ہے، تو واحد ممکنہ نتیجہ یہ ہے کہ اس نے اسے پہنچانے کا ارادہ کیا تھا۔ چاہے وہ اس کی سنگینی سے واقف تھا، یا سنگین نتائج کا ارادہ رکھتا تھا، نہ تو یہاں ہے اور نہ ہی وہاں ہے۔ جہاں تک ارادے کا تعلق ہے، سوال یہ نہیں ہے کہ آیا اس کا قتل کرنے کا ارادہ تھا، یا کسی خاص حد تک سنجیدگی سے چوٹ پہنچانے کا، بلکہ یہ ہے کہ آیا اس نے زیر بحث چوٹ پہنچانے کا ارادہ کیا تھا۔ اور ایک بار چوٹ کا وجود ثابت ہونے کے بعد اس کا سبب بننے کا ارادہ اس وقت تک فرض کیا جائے گا جب تک کہ ثبوت یا حالات کسی مخالف نتیجے کی ضمانت نہ دیں۔ لیکن ارادہ ہے یا نہیں یہ ایک حقیقت ہے نہ کہ قانون۔ زخم سنگین ہے یا نہیں، اور اگر سنگین ہے تو کتنا سنگین ہے، یہ بالکل الگ اور واضح سوال ہے اور اس سوال سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے کہ آیا قیدی زیر بحث چوٹ پہنچانے کا ارادہ رکھتا تھا۔

یہ سچ ہے کہ کسی معاملے میں انکوائری کو چوٹ کی سنگینی سے جوڑا جا سکتا ہے۔ مثال کے طور پر، اگر یہ ثابت کیا جا سکتا ہے، یا اگر حالات کی مجموعی طور پر کسی نتیجے کا جواز پیش کیا جاتا ہے، کہ قیدی کا مقصد صرف سطحی کھرچنا تھا اور یہ کہ حادثاتی طور پر اس کا شکار ٹھوکر کھا کر استعمال کی گئی تلوار یا نیزہ پر گر گیا، تو یقینا جرم قتل نہیں ہے۔ لیکن اس کی وجہ یہ

نہیں ہے کہ قیدی کا ارادہ اس چوٹ کو پہنچانا نہیں تھا جسے وہ اتنا سنگین بنانا چاہتا تھا جتنا کہ یہ ثابت ہوا بلکہ اس وجہ سے کہ اس کا ارادہ اس چوٹ کو پہنچانا نہیں تھا۔ اس طرح کے معاملے میں اس کا ارادہ بالکل مختلف چوٹ پہنچانا ہوگا۔ فرق قانون میں سے ایک نہیں بلکہ حقیقت میں سے ایک ہے؛ اور کیا نتیجہ ایک طرح سے ہونا چاہیے یا دوسے، اثبوت کا معاملہ ہے، جہاں ضروری ہو، براہ راست گواہی کی عدم موجودگی میں حقیقت کے تمام معقول نتائج کی مدد کرنا۔ یہ قیاس آرائی اور خیالی قیاس آرائی کے لیے نہیں ہے۔ اپیل مسترد کردی جاتی ہے۔

اپیل مسترد کردی گئی۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 13:00
I attest to the accuracy and
integrity of this document